رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی لاڈلی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا

کی سیرت مبارکہ کے چند سنہرے اوراق

نام کتاب	:	خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا
مؤلف	:	عطاء الرحمٰن نوری
سالِ اشاعت	:	2017ء
تعداد	:	ایک ہزار
صفحات	:	32
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	عطاء الرحمٰن نوری
طباعت	:	الحمد آفسیٹ پریس، مالیگاؤں
قیمت	:	25/-

----- Publisher -----

Rahmani Publication

1032,Islampura,Malegaon-423203(Dist-Nasik)

Mob : 9890801886 / 9270704505

پیش لفظ

''خاتون جنّت رضی اللہ عنہا'' ایک مختصر لیکن قابل قدر کتاب ہے۔اس مختصر سی کتاب میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مبارک زندگی کے تمام پہلوؤں پر بڑے پُر اثر انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔زبان نہایت دلکش، سادہ، آسان اور عام فہم ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی انتہائی سادہ لیکن باوقار تھی۔گھر کے سارے کام خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتی تھیں۔اُن کی مبارک زندگی کا ایک ایک گوشہ روشن اور ایک ایک عمل لائق تقلید و تحسین ہے۔خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی پُرنور زندگی شوہر کی خوشنودی و رضا، بچّوں کی محبّت اور تربیت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عبادت، سخاوت، مروّت اور قناعت کا پیکر، تسلیم و رضا کی خوگر، غریب پرور اور عزم محکم کا مظہر تھیں۔

خدائے بزرگ و برتر ہمیں ''سیرتِ فاطمی رضی اللہ عنہا سے نورِ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ شاہکار دستِ قدرت مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کرام کی تعداد چھ ہے۔ دو فرزند: حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں: حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت امِّ کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ''سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی لیکن سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ آپ کا نام فاطمہ اور لقب زہرا و بتول ہے۔ آپ کے سال ولادت میں اختلاف ہے۔ بعض علما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اکتالیس برس کی عمر شریف میں آپ کی پیدائش ہوئیں اور کچھ لوگوں نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل آپ کی ولادت ہوئی اور علامہ ابن جوزی نے فرمایا کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل جب کہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی، آپ پیدا ہوئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم''

اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہونے کی روایت کو راجح کہا جا سکتا ہے کیونکہ اکثر مستند روایات میں سیدہ کی عمر ۲۸ تا ۳۰ رسال بتائی گئی ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب سیدہ کی ولادت بعثت سے پانچ سال قبل تسلیم کی جائے۔ (اعلان نبوت سے ۵ رسال قبل ولادت + اعلان نبوت کے بعد ۱۳ رسالہ مکی زندگی + ہجرت کے بعد ۱۰ رسالہ مدنی زندگی + وصال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ بعد سیدہ کا وصال)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ آپ کے بے شمار القابات ہیں۔ جیسے اُمّ السادات (سادات کی اصل)، مخدومۂ کائنات (تمام کائنات کے لیے قابلِ تعظیم)، دُخترِ مصطفی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی بیٹی)، بانوئے مُرتضی (حضرت علی کی اہلیہ)، سردارِ خواتین جہاں وجناں (دنیا و جنت کی تمام عورتوں کی سردار)، حضرت سیدہ (سردار)، طیّبہ (پاکیزہ)، طاہرہ (طہارت والی)، فاطمہ زہراء (روشن) بتول (دنیا مافیہا سے بے نیاز)، زاکیہ (نیک)، راضیہ (راضی رہنے والی)، مرضیہ (پسندیدہ)، عابدہ (عبادت گزار)، زاہدہ (دنیا سے بے رغبت)، محدثہ (حدیث بیان کرنے والی)، مبارکہ (بابرکت)، ذکیہ (پاک)، عذرا (پاک دامن دوشیزہ)، سیدۃ النساء (تمام عورتوں کی سردار)، خاتون جنت (جنتی عورت)، معظّمہ (عظمت والی)، کریمۃ الطرفین (ماں باپ کی جانب سے اعلیٰ نسب والی)، اُمّ الہادا اور اُمّ الحسنین (یعنی ہدایت یافتگان حسنین کریمین کی ماں) وغیرہ جیسی عظیم کنیتیں اور کثیر القابات آپ ہی کی شخصیت کو موزوں ہو سکتے ہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مراۃ المناجیح میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خاتون جنت کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونگھا کرتے تھے۔اس لیے آپ کا لقب زہرا ہوا۔

بتول و فاطمہ زَہرا لقب اس واسطے پایا
کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن معلم کائنات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آغوش تربیت میں گزرا۔ان حضرات کا فیضانِ نظر تھا کہ سیدہ نے سن شعور سے قبل آداب زندگی سیکھ لیے، بچپن ہی سے دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے لگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و معاونت کے لیے وہ سب کچھ کیا جو آپ کر سکتی تھیں۔شعب ابی طالب کی کلفتیں برداشت کیں، مکہ چھوڑ کر مدینہ کی جانب ہجرت اور پھر ساری زندگی خاکساری، انکساری اور شریعت مصطفوی کے مطابق گزار دی۔

احادیثِ رسول میں مدحت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل بہت ساری احادیث میں وارد ہیں جن میں سے چند روایتیں ہدیۂ قارئین ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے۔ آپ کے اوپر سیاہ اُون سے بُنی ہوئی چادر [illegible] حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے اُنہیں اس چادر میں داخل کرلیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے تو اُنھیں بھی اس چادر میں داخل کرلیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو انہیں بھی داخل کرلیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے انھیں بھی داخل کرلیا، پھر فرمایا: ”بے شک اللہ یہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو! کہ تم سے گندگی دور کردے اور تمھیں خوب پاک وصاف کردے۔“ (صحیح مسلم) اس حدیث کی بنا پر ان نفوس قدسیہ کو پنجتن پاک کہا جاتا ہے۔

رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے تو جس شخص نے اسے غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے کہ ناراض کرتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہ کو ناراض کرتی ہے اور اذیت دیتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہ کو اذیت دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص/ ۵۶۸) معلوم ہوا کہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو غضبناک کرنا اور اذیت دینا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور اللہ رب العزت کو اذیت دینا ہے اور اللہ ورسول کو اذیت دینے والے پر دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: (ترجمہ) بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
(سورۃ الاحزاب: پ/ ۲۲، ع/ ۴)

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تُم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہلِ بیت

(ذوق نعت، از: مولانا حسن رضا خان)

مزید فرماتے ہیں: فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ (بخاری) رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے بیٹی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو

کہ تم سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ابا جان ! پھر حضرت مریم کا کیا مقام ہے؟ فرمایا: وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ بہت سے محققین جن میں تقی الدین سبکی، جلال الدین سیوطی، بدرالدین زرکشی اور تقی الدین مقریزی شامل ہیں، تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جہان کی تمام عورتوں سے یہاں تک کہ حضرت مریم سے بھی افضل ہیں۔ علامہ ابن داؤد سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنے جسم کا ٹکڑا فرمایا ہے تو میں کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پارۂ جسم کے برابر نہیں قرار دے سکتا۔ (خطبات محرم: ص/ ۲۶۶)

سیدہ ، زاہرہ ، طیبہ ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، از: مولانا امام احمد رضا خان)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے، میں یا فاطمہ؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک ان سے زیادہ عزت والے ہو۔

حضرت سیدنا جمیع بن عمیر تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنی پھوپھی کے ساتھ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان سے عرض کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پھر عرض کیا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے شوہر، جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ بہت روزے رکھنے والے اور کثرت سے قیام کرنے والے ہیں۔ (سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل فاطمہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے کبھی حیض نہیں آیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت یہ ہے کہ انھیں کبھی حیض نہیں آتا تھا۔ جب ان کے یہاں بچے کی ولادت ہوتی تو

آپ ایک گھڑی کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ ان کی نماز قضا نہ ہوتی۔ اسی لیے آپ کا نام زہرا رکھا گیا۔'' (خطبات محرم، ص/ ۲۶۸)

الجامع الصغیر حدیث نمبر ۲۳۰۹/ میں ہے کہ خاتون جنت کا نام فاطمہ اس لیے ہوا کہ اللہ نے ان کو ان کی تمام ذُرّیت کو نار پر حرام فرما دیا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد/ ۲۹، کتاب الشتی: ص/ ۶۳۵، ۶۳۹) المعجم الکبیر حدیث نمبر ۱۱۶۸۵/ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب دے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو مگر حکم قطعی بے نص قطعی ناممکن ہے۔ (مرجع سابق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہ نے اپنی عصمت و پارسائی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد پر آگ حرام کر دی ہے۔ (المستدرک للحاکم، بحوالہ: فضائل صحابہ و اہل بیت)

ایک روایت میں ہے: محبوبۂ محبوبِ رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بُلایا اور ان کے کان میں کوئی بات فرمائی، وہ بات سن کر خاتون جنت رونے لگیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سرگوشی کی تو خاتون جنت ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے خاتون جنت سے کہا: آپ کے بابا جان نے آپ کے کان میں کیا فرمایا جو آپ روئیں اور دوبارہ سرگوشی میں کیا فرمایا جو آپ ہنسیں؟ خاتون جنت نے کہا: میرے بابا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سرگوشی میں اپنی وفات ظاہری کی خبر دی تو میں روئی اور دوسری سرگوشی میں یہ خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی، تو میں ہنسنے لگی۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

جن کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

مذکورہ احادیث میں کئی غیبی خبریں ہیں:

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال ظاہری کا علم ہونا۔

(۲) خاتون جنت کا وقت وفات۔

(۳) خاتون جنت کے وفات کی نوعیت کہ آپ رضی اللہ عنہا کا خاتمہ ایمان، تقویٰ اور پرہیز گاری کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا۔

(۴) خاتون جنت کا قبر وحشر میں کامیاب ہونا۔

(۵) خاتون جنت کا پُل صراط سے بخوبی گزر جانا۔

(۶) خاتون جنت کا جنت کے اعلیٰ مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا۔

(۷) رضائے الٰہی پوشیدہ ہے رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضائے اہل بیت میں۔

(۸) خاتون جنت کا جنت میں جنتی عورتوں کا سردار ہونا۔

(۹) رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولاد رسول پر جہنم کی آگ کا حرام ہونا۔

(۱۰) رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولاد رسول کی گستاخیاں کرنے والوں سے رب تعالیٰ کی ناراضگی اور اُخروی تباہی۔

عبادت وریاضت

نورِ نظرِ مصطفی، دلبرِ علی المرتضیٰ، راحتِ فاطمۃ الزہراء حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا کہ رات کو مسجدِ بیت کی محراب (یعنی گھر میں نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) میں نماز پڑھتی رہتیں یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہوجاتا، میں نے آپ کو مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے بہت زیادہ دعائیں کرتے سنا، آپ اپنی ذات کے لیے کوئی دعا نہ کرتیں، میں نے عرض کی: پیاری امی جان کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے لیے کوئی دعا نہیں کرتیں، فرمایا: ''پہلے پڑوس ہے پھر گھر۔'' (مدارج النبوۃ)

امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے

تشریف لاتے اور راستے میں سیدہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر سے گزرتے اور گھر سے چکّی کے چلنے کی آواز سنتے تو نہایت محبت کے ساتھ بارگاہِ صمدیت میں دعا کرتے: یا ارحم الراحمین فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور اسے حالت فقر میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ (سفینۂ نوح، حصہ دوم، ص ۳۵)

آج خواتین اسلام نے خاتون جنت کی سیرت کو فراموش کر کے اپنی عظمت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ خاتون جنت رضی اللہ عنہا رات ودن عبادت وریاضت کا اہتمام کرتیں، پڑوسیوں کے لیے دعائیں کرتیں اور گھریلو کام کاج کے دوران قرآن پاک کی تلاوت فرماتی مگر افسوس! آج یہ جذبہ اور فکر ناپید ہو چکی ہے۔ آج کام کرتے وقت تلاوت قرآن اور درود وظائف کا وِرد کرنے کی بجائے گانوں، غزلوں اور ہزلوں کو گنگنایا جاتا ہے۔ اب گانوں نے ٹرک، کار، موٹر سائیکل غرضیکہ ہر قسم کی گاڑیوں سے ترقی کرتے ہوئے اپنے لیے جگہ گھر اور کچن میں بھی بنالی ہے۔ اب بغیر گانوں کے نہ صبح ہوتی ہے اور نہ ہی شام، نہ سفر ہوتا ہے اور نہ ہی کھانا بنتا ہے، نہ کام ہوتا ہے اور نہ ہی آرام۔ جب کہ ہادیِ برحق مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راگ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی کو پیدا کرتا ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا جس گھر میں کُتّا اور تصاویر ہوں اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری)

آقا علیہ السلام نے ہمیں گانوں اور تصویروں سے منع فرمایا اور آج ٹیلی ویژن ہر گھر کی زینت بنا ہوا ہے، ٹی وی سیریلس، ڈرامے اور فلمیں انسان کو زِنا کاری کی طرف اُکساتے ہیں۔ ان فلموں کو دیکھنے والے دل ہی دل میں ان کے عاشق بن جاتے ہے اس طرح دل، تصورات اور خیالات میں زنا کاری کا پودا اُگتا ہے، ان کی آنکھیں زِنا کرتی ہیں، ان کے پیر سنیما گھروں کی طرف کشاں کشاں چلے جاتے ہیں اس طرح یہ ان کے پیروں کا زنا ہوتا ہے ،غرضیکہ فلم سازی اور فلم بینی گناہوں کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔

اس روایت سے اس بات کا بھی علم ہوا کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا اپنے

ہمسایوں کے لیے دعاؤں کا زیادہ اہتمام فرماتیں اور ایک ہم ہیں کہ ہمیں پڑوسیوں کا خیال ہی نہیں۔ ہمیں تو اَب یتیم بچوں کی یتیمی، بیواؤں کی مجبوری، غریبوں کی امداد اور مستحقین کی ضرورت کا بھی خیال نہیں رہتا۔ ہم مست ہیں اپنی فیملی میں۔ ہم نے بچپن میں دیکھا تھا کہ ماہِ رمضان میں نماز عصر کے بعد کھانا اور فروٹس پڑوسیوں میں تقسیم کئے جاتے تھے اور دیگر مہینوں میں جب بھی کوئی نیا پکوان بنتا یا موسم کا نیا پھل آتا تو اُسے پہلے رشتے داروں اور پڑوسیوں میں تقسیم کیا جاتا تھا مگر افسوس! آج ہم اتنے مفاد پرست اور خود غرض ہو گئے ہیں کہ لذیذ پکوان بن کر ختم بھی ہو جاتے ہیں اور پڑوسیوں کو خبر تک نہیں ہوتی۔ جب کہ مفہوم حدیث ہے کہ نیا پکوان بناؤ تو پانی بڑھا لیا کرو تاکہ لقمہ تمھارے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے پڑوسیوں کے گھر تک پہنچ جائے۔ شریعت اسلامیہ تو غریبوں کے حقوق یہاں تک بیان کرتی ہے کہ اگر تم کسی وجہ سے پڑوسیوں میں پھل تقسیم نہیں کر سکتے تو ان پھلوں کے چھلکوں کو ایسی جگہ نہ ڈالو جہاں غریب بچوں کی نظر پڑے اور وہ ان پھلوں کا مطالبہ کریں۔

خاتون جنت کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خواتینِ جنت کی سردار، جگر گوشۂ سرکار حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلمسے بے حد محبت تھی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی خاتون جنت سے بہت زیادہ محبت ، الفت اور شفقت فرماتے۔ آپ کو اپنے جگر کا ٹکڑا قرار دیتے، کبھی جنت کا پھول فرماتے، سفر سے واپسی پر پہلے سیدہ کے گھر تشریف لے جاتے اور آپ سے محبت واُلفت کا برتاؤ فرماتے۔

محبت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی ہر ادا اپنانے کی کوشش کی جائے چنانچہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے خود کو ہر اعتبار سے سنت رسول کے سانچے میں ڈھال رکھا تھا۔ عادات واطوار، سیرت وکردار، نشست وبرخاست، چلنے کا انداز، گفتگو اور صداقتِ کلام میں آپ سیرت مصطفی کا عکس اور نمونہ تھیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو عادات و اطوار، سیرت و کردار اور نشست و برخاست میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ (الخاتون جنت [illegible] فضائل صحابہ واہل بیت)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت سیدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ ہی کے پاس آتے اور فرماتے: میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ (مرجع سابق)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا سی تکلیف سے آپ بے چین ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک روز ایک نابکار نے راہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا تو پانی لے کر سر مبارک دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جان پدر! اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو بچا لے گا۔'' (سیرت رسول عربی بحوالہ شانِ خاتون جنت)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے قیام فرماتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کو تھام کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔ (ترمذی)

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

خاتون جنّت کو اکابرِین قریش کا پیغامِ نکاح

حضرت اُم سلمہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب عہد طفولیت سے سن بلوغت کو پہنچیں تو اکابرین قریش نکاح کا پیغام بھیجنے لگے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ سیدنا صدیق اکبر اور پھر سیدنا فاروق اعظم رضی

اللہ عنہما نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کا اظہار فرمایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا اختیار قبضۂ قدرت میں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میں وحی کا انتظار کررہا ہوں۔ (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ: جلد/ ۳،ص/ ۵۰)

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم کی تحریک پر شیر خدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خاتون جنّت سے نکاح کی خواہش لیے کاشانۂ نبوت کی طرف بڑھے۔ اس وقت آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اُم سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ جب شاہِ مرداں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت اُم سلمہ نے پوچھا: کون ہے؟ مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُم سلمہ! اٹھو اور دروازہ کھول دو یہ وہ مرد ہے جسے خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت اُم سلمہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کون شخص ہے جس کے متعلق آپ گواہی دیتے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: میرے چچا کا بیٹا علی بن ابی طالب ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اچھل پڑی اور ایسی بھاگی کہ قریب تھا کہ منہ کے بل گر پڑوں۔ میں نے دروازہ کھول دیا، خدا کی قسم! وہ اس وقت تک گھر میں داخل نہ ہوئے جب تک میں اپنے حرم خانہ میں نہ چلی گئی۔ پھر وہ آئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ: آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وعلیک السلام یا ابا الحسن ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور انھیں اپنے پاس بٹھا لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر جھکائے زمین کو دیکھے جا رہے تھے جس طرح کوئی شخص ضرورت مند ہو مگر شرم کی وجہ سے اپنی حاجت بیان نہ کرسکتا ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! میرا خیال ہے کہ تم کسی چیز کے آرزو مند ہو مگر اسے بیان کرنے میں شرم محسوس کرتے ہو۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے کہہ دو اور شرم مت کرو، تمہاری خواہش پوری ہوگی۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو علم ہے کہ بچپن سے ہی آپ نے مجھے میرے والد ابوطالب اور ان کی بیوی بنت اسد سے اپنی ملازمت کے لیے مخصوص فرمایا۔ مجھے ظاہری و باطنی تربیت

سے سعادت بخشی اور یہ احسان و شفقت جو اپنے متعلق میں نے آپ سے مشاہدہ کی اپنے والدین سے اس کا عشر عشیر بھی ملاحظہ نہیں کیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی [illegible] اپنے آباواجداد کے باطل پن سے نجات دی اور دین قویم اور صراط مستقیم تک پہنچایا۔ میری عمروزندگانی کا ذخیرہ اور کامرانی کا سرمایہ آپ ہی ہیں۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب جب کہ خدمت وسعادت کی دولت امداد سے میری عزت وتمکین کے بازو قوی ہوگئے ہیں اور دوعالم کی فوزوفلاح اور خیروبھلائی مجھے حاصل ہے۔ میرے دل میں تمنا منقش ہوگئی ہے کہ میرا کوئی گھر بار نہیں اور نہ ہی کوئی بیوی ہے جو محرم راز اور مونس جاں فگار ہو۔ عرصے سے میری خواہش تھی کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے پیغام دوں لیکن گستاخی کے خیال سے ہچکچارہا تھا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ایسا ممکن ہے؟ حضرت اُم سلمہ کہتی ہیں کہ میں دور سے دیکھ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبینِ مبیں دمک اٹھی۔ (معارج النبوۃ: جلد/ ۳،ص/ ۵۲)

امام نسائی کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکابرین قریش کے پیغامات سے صرف نظر کیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیام بھیجا تو قبول کرلیا۔ (مشکوٰۃ شریف: ص/ ۵۶۵)

خاتون جنّت کی محفلِ عقد آسمان پر

شیرِ خدا کی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کے اظہار پر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوالحسن! تجھے بشارت ہو کہ یقیناً حق تعالیٰ نے تیرا اور فاطمہ کا عقد آسمان میں باندھ دیا ہے۔ تیرے آنے سے پہلے خدا تعالی نے میرے پاس ایک فرشتہ بھیجا جس کے بہت سے چہرے اور بال و پر تھے، سلام کہا اور کہا ''ابشر بجمع و طھارۃ النسل'' میں نے سوال کیا: اے ملک! اس بشارت اور طہارت نسل سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا میں سطائیل فرشتہ ہوں، قوائم عرش میں سے ایک پر موکّل ہوں مجھے خدا تعالیٰ نے آپ تک خوش خبری پہنچانے کی اجازت فرمائی اور یہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لے

آئے۔انھوں نے سلام کیا اور جنّت کے ریشم سے سفید ریشم کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھ لائے جس پر نور سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ خط ہے اس مکتوب کا مضمون کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے آپ کو مخلوقات سے منتخب فرمایا اور آپ کے لیے ایک ساتھی چنا حضرت فاطمہ کو اسے دے دیں اور اسے اپنی دامادی کا شرف بخشیں۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جس کے جسم پر میری اخوت کی خلعت چست ودرست بیٹھی ہے۔ عرض کیا: آپ کے چچا کا بیٹا علی ہیں جن کا نکاح حق تعالیٰ نے آسمان پر اس طرح باندھا کہ تمام بہشتوں کو حکم دیا کہ وہ آراستہ وپیراستہ ہو جائیں اور حوروں کو وحی بھیجی کہ وہ زیورات سے مزّین ہوجائیں، شجرۂ طوبیٰ کو حکم ہوا کہ وہ پتّوں کے بجائے خلعت فاخرہ پہنیں۔ پھر حکم فرمایا کہ آسمانوں کے فرشتے چوتھے آسمان میں بیت المعمور کے نزدیک جمع ہوجائیں اور وہ منبر جو منبرِ کرامت سے موسوم ہے اور آدم علیہ السلام نے اس پر خطبہ پڑھا ہے، وہ نور سے ترتیب دیا ہوا منبر ہے، بیت المعمور کے سامنے رکھا۔ پھر حق تعالیٰ نے جس کا نام ''احیا'' ہے کو وحی بھیجی۔ اس نے منبر پر آکر خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، فرشتوں میں فصاحت وبلاغت، لطائفِ نطق اور حسنِ صوت میں کوئی بھی اس کے برابر نہیں۔ اس کی خوش گفتاری اور حسنِ صوت سے آسمان جھومنے لگے۔ پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھ جبرئیل کی طرف وحی بھیجی کہ اے جبرئیل! میں نے اپنی بندی فاطمہ بنت محمد کا عقد اپنے بندے علی بن ابی طالب سے باندھ دیا ہے تو بھی ملائکہ کے درمیان اس انعقاد کو مستحکم کر۔ میں نے بھی خدائے تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس کی تائید میں ان کا نکاح باندھا اور فرشتوں کو اس پر گواہ بنایا۔ تمام صورت واقعہ کو اس ریشم کے ٹکڑے پر لکھ کر فرشتوں کی گواہی سے اسے مضبوط کیا اور آپ کی خدمت میں لایا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کی خدمت میں اسے پیش کروں پھر مشک سے اسے مہر لگا کر جنت کے خازن رضوان کے سپرد کروں۔ جب یہ عقد مبارک منعقد ہوگیا تو حق تبارک تعالیٰ نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ اپنے زیورات اور لباس ہائے فاخرہ کو نچھاور کرے اور فرشتے، حوریں، غلمان وولدان ان کو

لوٹ لے جائیں اور ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف دیں۔ قیامت تک یہ ہدایا اور تحائف باقی رہیں گے۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو اس عقد ازدواج کی خوشخبری سناؤں اور ہدیۂ تبریک پیش کروں۔ آپ بھی ان کو دو مبارک بیٹوں جو دنیا و آخرت میں طاہر و فاضل ہیں کی بشارت دیجیے۔

پھر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: اے ابوالحسن! خدا کی قسم! جبرئیل علیہ السلام نے ابھی آسمان کی سیڑھی پر قدم نہیں رکھا تھا اور بال اقبال فضائے ملکوت میں اڑنے کے لیے نہیں کھولے تھے کہ تم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمانِ خداوندی نازل ہو چکا ہے۔ اٹھو، مسجد چلیں اور مجلس عام میں یہ مبارک عقد انجام دیں۔ (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ: جلد ر ۳، ص ر ۵۲، ۵۳)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح

شادی کے سن سے متعلق مختلف روایات ہیں۔ امام نسائی کی روایت کے مطابق ۲ ر ہجری میں آپ کا نکاح شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بیاہ کر لائے تھے اس کے ساڑھے چار ماہ بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور پھر ساڑھے سات ماہ بعد انہیں بیاہ کر اپنے گھر لائے۔ خاتون جنت کی جب شادی ہوئی ان کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ یا ساڑھے چھ ماہ تھی۔ ایک روایت کے مطابق اٹھارہ سال تھی جبکہ حضرت علی کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی۔

مہر فاطمی

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے لوہے کی ایک زرہ عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اس زرہ کے عوض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح کر دیا اور فرمایا یہ زرہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس بھیج دو، سو میں نے بھیج دی۔ بخدا! اس کی قیمت چار سو اور کچھ درہم تھی۔ ۴۰۰ ر درہم (یعنی 1224.72 گرام یا 105 تولہ چاندی) تھی۔

محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: دس درہم برابر ۳۲/۲ گرام ۶۵۹/ ملی گرام ہوتا ہے۔ مہر ادا کرتے وقت نرخ بازار سے اتنی چاندی کی قیمت ادا کریں۔ (تحفۂ نکاح، نکاح کا اسلامی تصور: ص/ ۵۴، از: علامہ شاکر علی نوری، امیر سنی دعوت اسلامی) تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ: جلد ۱۲، کتاب النکاح والطلاق کا مطالعہ کریں۔

مہر فاطمی کے متعلق ایک ایمان افروز روایت کتب حدیث میں موجود ہے۔ حضرت فاطمہ بیان کرتی ہیں کہ میرے نکاح کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! میں علی سے چار سو مثقال چاندی کے مہر پر تمہارا نکاح کررہا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! علی مجھے منظور ہیں لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں۔ اتنے میں جبرئیل امین نے حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا فرماتا ہے کہ میں جنت اور اس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اس کی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم خود ہی بتاؤ کہ مہر کیا ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ ہر وقت اپنی امت کے غم میں رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار امت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے: ''**جعلت شفاعۃ امۃ محمد صداق فاطمۃ**'' میں نے امت محمد کی شفاعت فاطمہ کا مہر مقرر کیا۔ (معارج النبوۃ: جلد/ ۳، ص/ ۶۰، سچی حکایات حصہ دوم: ص/ ۲۷۸)

اس خط کے متعلق خاتون جنت نے حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے وصیت کی تھی کہ اسے میرے وصال کے بعد میرے کفن میں رکھ دینا۔

بعد نکاح کھجوروں کی تقسیم

نکاح کے بعد کھجوریں تقسیم کرنا سنت مبارکہ ہے۔ جیسا کہ خود آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری شہزادی کے نکاح کے بعد کھجوروں کا طبق منگوا کر فرمایا: ''کھجوریں لوٹو''۔

(مواہب لدنیہ: ص/ ۲۶۶)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجوروں کا بڑا ٹوکرا طلب فرمایا اور فرمایا: اس میں سے چن چن کر کھاؤ (فتاویٰ رضویہ: جلد/ ۱۲، ص/ ۱۴۹، کتاب النکاح)

غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: نکاح کے بعد چھوہارے لٹانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں چھچھوراپن ہے۔ کم ظرفی اور سفلہ پن کا انداز پایا جاتا ہے۔ لوٹ ہی حرصِ نفس ہے اس لیے اس سے بچنا اولیٰ ہے اور ازروئے تقویٰ و پرہیزگاری اس کو ترک کرنا ہی مناسب ہے۔ مگر ایک دوسری روایت میں اس کو مکروہ نہیں بتایا گیا ہے کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کی قربانی فرمائی اور غریبوں اور مسکینوں کو بلا کر فرمایا جو چاہے اس کا گوشت کاٹ کر لے جائے، نچھاور (لٹانے) اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ حاضرین میں تقسیم کردے اس لیے کہ یہ فعل زیادہ پسندیدہ، نہایت حلال اور پرہیزگارانہ عمل ہے۔

(غنیۃ الطالبین: ص/ ۱۱۹)

شہزادی رسول کا جہیز

شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری اور لاڈلی شہزادی کو جو جہیز دیا وہ بان کی ایک چارپائی تھی اور چمڑے کا ایک گدیلہ جس میں روئی کی جگہ پر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں، مٹی کے دو گھڑے، عبا، خیبری، چند مٹی کے برتن اور ریشم کا ایک پردہ تھا۔ یہ تمام سامان آقائے کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں نم ہو گئیں اور یہ دعا فرمائی: اے اللہ! اس قوم پر برکت نازل فرما جس کے بہترین برتن مٹی کے ہیں۔ (ضیاء النبی: جلد/ ۳، معارج النبوۃ: ص/ ۵۵، جلد/ ۳)

مخدومۂ کائنات کا جہیز کس قدر مختصر اور سادہ تھا اور جو دیا گیا مولائے کائنات کی جانب سے اس کا

بھی مطالبہ نہیں تھا۔اس میں اُمت کے لیے درس ورغبت ہے کہ کثیر و پُرتکلف جہیز کا اہتمام ضروری نہیں اور نہ ہی لڑکے والے اس کا مطالبہ کریں، یہ سنّت جس قدر سادگی سے ادا کی جائے بہتر ہے۔مگر آج لوگ بے جا شہرت اور جھوٹے نام ونمود کی خاطر لاکھوں روپے قرض لے کر بڑے تزک واحتشام سے لڑکی کی شادی کرتے ہیں انھیں سبق حاصل کرنا چاہیے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔وہ رسول جنھیں رب نے ایسی طاقت وقوت عطا فرمائی کہ اگر وہ چاہیں تو پہاڑ ان کے ساتھ سونے کے بن کر چلیں اگر وہ چاہتے تو ان کی لاڈلی بیٹی جنتی عورتوں کی سردار حضرت خاتون جنت کے نکاح میں جنت سے جہیز کا سامان نازل ہوتا مگر آقا علیہ السلام نے سادگی ،خاکساری اور انکساری کا پیغام ہمیں عطا فرمایا مگر افسوس! آج ہم خرافات میں مبتلا ہو کر رہ گئے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ جہیز میں سامان کا دینا فقط والدین کی شفقت ومحبت کی نشانی ہے اور ان کی خوشی کی بات ہے۔لڑکی کو جہیز دینا یہ والدین پر فرض وواجب نہیں ہے۔لڑکی اور داماد کے لیے ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے اپنی پسند کا سامان جہیز میں وصول کریں۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ جہیز کی خرافات کو ختم کریں۔

واسطے جن کے بنے دو جہاں
ان کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں
اس جہیزِ پاک پر لاکھوں سلام
صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام

(دیوانِ سالک،از: مفتی احمد یار خان نعیمی)

دعوت ولیمہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ درہم کا روغن خریدا، چار درہم کی کھجوریں اور ایک درہم کا پنیر خرید کر رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آستین سے دست مبارک نکالا اور چمڑے کا دستر خوان طلب کیا۔تمام چیزوں کو ملا کر حیس ترتیب دیا (حیس ایک طرح کی غذا ہے جو تین

چیزوں سے بنتی ہے) پھر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! باہر جاؤ جو بھی ملے اسے ساتھ لے آؤ۔ حضرت علی نے باہر دیکھا کہ بہت سے دوست جمع [illegible] بلالائے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا: آدمی زیادہ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دس دس آدمی آئیں اور کھانا کھائیں۔ حکم رسول کے مطابق عمل کیا گیا۔ جب حساب کیا تو سات سو مردوں اور عورتوں نے اس سے کھانا کھایا مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے سب سیر ہو گئے۔ صاحب مواہب الدنیہ فرماتے ہے کہ اس زمانے میں کوئی ولیمہ اس ولیمہ سے بڑھ کر افضل نہیں تھا۔

وصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سے حضرت علی کے بارے میں دریافت کیا۔ خاتون جنت نے عرض کیا: یارسول اللہ! صفات کمال سے موصوف ہیں لیکن بعض قریشی عورتیں ملامت کرتی ہیں کہ تیرا خاوند فقیر (غریب) ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! تیرا باپ فقیر نہیں ہے اور نہ ہی تیرا خاوند فقیر ہے۔ روئے زمین کے سونے چاندی کے تمام خزانے میرے سامنے پیش کیے گئے لیکن میں نے انھیں قبول نہیں کیا اور جو کچھ خدائے تعالیٰ کے پاس اجر وثواب ہے اسے قبول کیا۔ اے میری پیاری بیٹی! اگر تو وہ کچھ جانتی جس کا مجھے علم ہے تو تمام دنیا تیری نظر میں ذلیل وخوار ہوجاتی۔ خدا کی قسم! سچ کہتا ہوں کہ تیرا شوہر بلحاظ اسلام تمام صحابیوں میں اول ہے، بحیثیت علم ان سب میں اعلیٰ ہے اور بلحاظ حلم ان سب سے ارفع ہے۔ اللہ نے اہل بیت میں سے دو شخص کو پسند فرمایا ایک تیرے باپ کو اور دوسرے تیرے شوہر کو۔ ہرگز تو اس کی نافرمانی نہ کر بلکہ فرماں برداری بجالا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رعایت ملحوظ رکھنے کی نصیحت فرمائی اور نرمی اور ملاطفت کے سلوک کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے اس کو خوش رکھنا مجھے خوش رکھنے کے مترادف ہے۔ (معارج النبوۃ: ج/۳، ص/۵۹)

اُمورِ خانہ داری

نکاح بعد جب آپ مولائے کائنات کے گھر تشریف لائیں تو گھر کے تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتیں۔کھانا پکانا، جھاڑو دینا اور چکی پیسنے کا کام خود سیدہ انجام دیتیں اور مولائے کائنات بازار سے سودا سلف لاتے۔سنن ابی داؤد میں ہے کہ چکی پیسنے کے سبب خاتون جنت کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے اور پانی کی بھرنے کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسّی کے نشان بن گئے تھے۔خاتونِ جنت خانہ داری کے کاموں کے لیے کبھی کسی رشتے دار یا ہمسائی کو اپنی مدد کے لیے نہیں بلاتی تھیں۔نہ کام کی کثرت کی شکایت اور نہ ہی محنت ومشقت کا گلہ۔ساری عمر شوہر کے سامنے حرفِ شکایت زبان پر نہ لائیں اور نہ ان سے کسی چیز کی فرمائش کی۔کھانے کا اُصول یہ تھا کہ چاہے خود فاقے سے ہوں جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالتیں۔

خادم کی طلب پر وظیفۂ رسول

مذکورہ گفتگو کے بعد مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ خاتونِ جنّت نے عرض کیا: یارسول اللہ! گھر کے کام کاج میرے ذمے ہیں اور باہر کے کام حضرت علی کے ذمے،کوئی کنیز میری خدمت کے لیے عطا فرمائی جائے (کہ آپ اس پر قدرت رکھتے ہیں) تاکہ گھر کے کاموں میں میری معاون ثابت ہو۔

خاتون جنت شہنشاہ دوعالم کی صاحبزادی ہونے کے باوجود اپنے گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں، جھاڑو اپنے ہاتھ سے دیتی تھیں، خود کھانا پکاتی تھیں بلکہ چکی بھی اپنے ہاتھ سے پیستی تھیں اور مشک میں پانی بھر کر لایا کرتی تھیں جس سے ہاتھ پر چھالے اور بدن پر گھٹے پڑ گئے تھے۔مال غنیمت میں کچھ باندی اور غلام آئے ہوئے تھے اس لیے آپ نے گھریلو کاروبار کے لیے لونڈی مانگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے۔آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جانِ پدر! بدر کے یتیم بچے تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا: بخدا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں غلام عطا کردوں اور اہل صفہ بھوک

کے سبب پیٹ پر پتھر باندھے رہے ہوں۔ (خطبات محرم)

معارج النبوۃ میں ہے: خواجۂ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے [illegible] خادم سے بڑھ کر کوئی شئے؟ خاتون جنت نے کہا کہ خادم سے بہتر کیا چیز ہوسکتی ہے؟ فرمایا: ہر روز ۳۳/ دفعہ سبحان اللہ، ۳۳/ دفعہ الحمدللہ، ۳۴/ مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھو۔ یہ سب کلمات سو ہو جائیں گے اس کے بدلے قیامت کے روز ہزار نیکیاں اپنے نامۂ اعمال میں لکھی پاؤ گی اور اپنے حساب کے پلّے کو بھاری محسوس کروگی۔ اس کے بعد آپ گھر سے تشریف لے گئے۔ (معارج النبوۃ: ج/۳، ص/ ۵۹، مشکوٰۃ المصابیح)

دعوتِ رسول کا نرالا انداز

ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! آج آپ کی میرے گھر دعوت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور اپنے اصحاب کے ساتھ حضرت عثمان کے گھر تشریف لے چلے۔ حضرت عثمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور آپ کا ہر قدم گننے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں چاہتا ہوں کہ ایک ایک قدم کے عوض آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر میں ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ حضرت عثمان کے گھر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جس قدر قدم پڑے، اسی قدر غلام حضرت عثمان نے آزاد کیے۔ جب یہ دعوت ہو چکی تو دامادِ رسول مولا علی اپنے گھر تشریف لائے۔ خاتون جنت نے دیکھا کہ آپ بڑے مغموم ہیں، دریافت کیا: آپ پریشان کیوں ہیں؟ فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! آج میرے بھائی عثمان (رضی اللہ عنہ) نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑی شاندار دعوت کی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر قدم کے عوض عثمان نے غلام آزاد کیے ہیں۔ اے کاش!! ہم بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسی قسم کی کوئی دعوت کر سکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ پریشان نہ ہوں، جایئے اور آپ بھی

آقائے کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت دے آیئے۔ دعوتِ علی پر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اصحاب اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے۔ خاتون جنت نے انھیں بٹھایا اور خود خلوت میں جا کر سجدہ ریز ہوگئیں اور اللہ سے عرض کی:

''اے اللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے اور تیری بندی کا تجھی پر بھروسہ ہے۔ الٰہی! میری لاج رکھ اور اس دعوت کے کھانے کا انتظام فرمادے''۔ یہ دعا مانگ کر خاتون جنت نے ہانڈی کو چولھے پر رکھا اور رو رو کر پھر اپنے اللہ سے دعا کی کہ ''مولا! اپنی بندی فاطمہ کو شرمندہ نہ کرنا''۔ رحمت خداوندی سے ہانڈی جنتی کھانے سے بھر گئی۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے سارے اصحاب نے کھانا تناول فرمالیا مگر ہانڈی سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: جانتے ہو! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: یہ کھانا اللہ نے ہمارے لیے جنت سے بھیجا ہے۔ صحابہ کرام یہ سن کر بڑے خوش ہوئے۔ شہزادی رسول پھر سجدہ ریز ہوکر بارگاہ صمدیت میں دعا گو ہوئیں: ''اے اللہ! عثمان نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے اور تیری بندی میں اتنی استطاعت نہیں۔ مولا! جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے وہیں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر وہ میرے گھر تشریف لائے ہیں محبوب کی امت کے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کردے''۔ شہزادی رسول جب اس دعا سے فارغ ہوئیں تو جبریل امین نے حاضر ہوکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بشارت دے کر بھیجا ہے کہ آپ کی صاحبزادی کی دعا قبول فرماتے ہوئے ہم نے آپ کے ہر قدم کے عوض ایک ہزار گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد کردیا۔ یہ بشارت سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بڑے خوش ہوئے۔ (سچی حکایات: حصہ دوم، ص/۲۷۶)

خاتون جنت کا ایثار و سخاوت

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ اس فقید المثال عظمت کے مالک باپ کی لختِ جگر تھیں جن کے قدموں میں دنیا بھر کے خزانے بچھے رہتے تھے اور اسلام کے اس مایہ ناز فرزند کی اہلیہ تھیں جن کی شمشیرِ جوہر دار نے صفحۂ ہستی پر انمٹ نقوش ثبت کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا، دنیا اس گھرانے کے تقدس کی قسم کھاتی تھی لیکن اس کے باوجود دُخترِ خیرالانام کی زندگی ایثار و سخاوت کا مرقع تھی۔ خود فقر و فاقہ سے زندگی بسر کرتیں مگر حاجت مندوں کی حاجتوں کو پورا کرتیں۔ سیاحِ لامکاں کی لاڈلی بیٹی آرائش و زیبائش کے بغیر زندگی گذارتیں، گھر کا کام اپنے ہی ہاتھوں کرتیں، پانی بھرتیں اور چکی پیستیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبوب نورِ نظر سے ملنے تشریف لائے تو دیکھا کہ اس قدر چھوٹی چادر اوڑھ رکھی ہے کہ سر ڈھانپتی ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پیر چھپاتی ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۸۰، باب فی فضل الفقراء)

اس ناداری اور افلاس کی وجہ یہ نہ تھی کہ دنیا کی دولت انھیں نہیں مل سکتی تھی بلکہ خاندان نبوت کا وہ امتیاز ہے جس نے فقر و استغنا کا آخری تصور قائم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جو اللہ عزوجل کے لیے جیتے اور مرتے ہیں دنیا کی زیبائش و آرام اور اثاثہ و دولت ان کے لیے خاکِ پا سے بھی کم تر حیثیت رکھتی ہے وہ دنیا کو دینے کے عادی ہوتے ہیں۔ ایسے میں افعال محمودہ پر کاربند ہونا اور اخلاق حسنہ سے متصف ہونا سیرت و شخصیت کو مزید عروج و دوام عطا کرتا ہے۔ بنت رسول کی ناموری اور نیک نامی سے کون مسلمان ناواقف ہے۔ حسب و نسب کی برتری اور مذہب و ملت کی طرف سے ملنے والی بڑائی تو ہے ہی مزید نیک افعال و حسنِ اخلاق نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور آپ رضی اللہ عنہا کا نام ہمیشہ کے لیے اوراق تاریخ میں سنہری حروف سے مکتوب اور اذہانِ مومنین میں منقوش ہو گیا۔

اللہ رب العزت کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے، ترجمہ: "اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔" (سورۂ دھر، پارہ ۲۹، آیت ۸)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بچپن میں ایک بار بیمار ہو گئے تو امیر المومنین حضرت مولائے کائنات شیرِ خدا، حضرت خاتونِ جنت اور خادمہ حضرت فضّہ نے شہزادوں کی صحت یابی کے لیے تین روزوں کی منّت مانی، اللہ تعالیٰ نے شفا دی، نذر مکمل کرنے کا وقت آیا، سب صاحبوں نے روزے رکھے، مولائے کائنات نے ایک یہودی سے تین صاع جَو لائے، خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع (یعنی چار کلو میں ایک سو ساٹھ گرام کم) تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک دن مسکین، ایک دن یتیم اور ایک دن اسیر (قیدی) دروازے پر حاضر ہو گئے، خانوادۂ نبوت کے افراد نے تینوں دن سب روٹیاں ان سائلوں کو دے دیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلے دن کا روزہ رکھ لیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

بھوکے رَہ کے خود اَوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے؟

ایثار و سخاوت دو الگ الگ وصف ہیں۔ اپنی ضرورتوں کے علاوہ خیرات کرنا ''سخاوت'' اور ضرورت کا بھی خیرات کر دینا ''ایثار'' کہلاتا ہے۔ سچا مسلمان سخی اور پیکرِ ایثار ہوتا ہے۔ حدیثِ فاطمہ سے استفادہ کرتے ہوئے ہمیں بھی بخل سے پرہیز کرتے ہوئے سخاوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ براہِ راست مشکوٰۃِ نبوت سے فیض حاصل کرنے والوں نے خود بھوکے رَہ کر حاجت مندوں کی ضرورتوں کا خیال کیا۔ یہ اعلیٰ قسم کی سخاوت تھی جس کا انعام انھیں یہ ملا کہ تاقیامت قاریِ قرآن خانوادۂ نبوت کے اوصاف کو پڑھتا رہے گا۔

خاتونِ جنت کی اولادِ امجاد

آپ کو چھ اولادیں ہوئیں۔ تین صاحبزادے: حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن اور تین صاحبزادیاں: حضرت اُمِ کلثوم، حضرت زینب اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت محسن اور حضرت رقیہ تو بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ حضرت اُمِ کلثوم کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا جن سے ایک صاحبزادے حضرت زید اور ایک

صاحبزادی حضرت رقیہ پیدا ہوئیں اور تیسری صاحبزادی حضرت زینب کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ قیامت تک حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہی کے صاحبزادگان سے جاری رہے گا۔

دامادِ رسول کو دوسری شادی کی ممانعت

داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ کے ساتھ منگنی کرنی چاہی تو رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما کر تین بار فرمایا کہ ''میں اجازت نہ دوں گا بنت رسول کے ساتھ اللہ کے دشمن کی بیٹی جمع نہ ہوگی''۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے منگنی ترک فرمادی۔ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما اور ابوداؤد علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی زندگی میں دوسری عورت اپنے اس ارشاد ''مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَا کُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا'' ۔۔۔۔۔کی وجہ سے حرام کردی تھی۔ (مواہب اللدنیہ: ص/ ۲۶۳)

میدان محشر میں دخترِ رسول کی شان

ابن زنجویہ فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ناقۂ ثمود اٹھایا جائے گا وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہوکر میدان محشر میں آئیں گے (فقیر [امام احمد رضا] کہتا ہے غفر اللہ تعالی لہ عشاق کی عادت ہے کہ جب کسی جمیل باعزت کی کوئی خوبی سنتے ہیں فوراً ان کی نظر اپنے محبوب کی طرف جاتی ہے کہ اس کے مقابل اس کے لیے کیا ہے) اسی بنا پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور اپنے ناقہ مُقدسہ عضبا پر سوار ہوں گے، فرمایا: نہ، اس پر تو میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا کہ اس روز سب انبیا سے الگ خاص مجھی کو عطا ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، فضائل وخصائص/ ۳۰، ص/ ۲۱۲)

جب تمام مخلوق الٰہی اولین وآخرین یکجا ہوں گے اس وقت بھی ہمارے رسول کی شہزادی کی شان اہل محشر پر عیاں ہوگی۔ صواعق محرقہ میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا باطن عرش سے ندا کرے گا: اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکالواور اپنی آنکھوں کو بند کرلو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وعلیہ وسلم پل صراط سے گذر جائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ستّر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کوندنے کی طرح پل صراط سے گذر جائیں گی۔(خطبات محرم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا غیب سے آواز دے گا، اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکالو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزر جائیں۔(المستدرک للحاکم، اُسدُ الغابہ بحوالہ: فضائل صحابہ واہل بیت، الصواعق المحرقہ)

وہ رِدا جس کی تطہیر اللہ رے
آسماں کی نظر بھی نہ جس پر پڑے
جس کا دامن نہ سہواً ہَوا چھو سکے
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس رِدائے نزاہَت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

خاتون جنت کی وصیتیں

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وصال سے قبل دو وصیتیں فرمائیں:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وصیت کی کہ میری وفات کے بعد آپ حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیں، چنانچہ حضرت علی نے اس وصیت پر عمل کیا۔(مراۃ المناجیح)

(۲) جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تا کہ میرے جنازے پر نامحرم کی نظر نہ پڑے۔(فتاویٰ رضویہ)

خاتون جنت کا وصال

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے وصال سے قبل حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرا جنازہ لے جاتے وقت اور تدفین کے وقت پردے کا پورا لحاظ رکھنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حبش میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ان پر پردہ ڈال دیتے ہیں (اس طرح جسم کی ہیئت نمایاں نہیں ہوتی) پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر ان پر کپڑا ڈال ڈال کر سیدہ کو دکھایا۔ سیدہ نے اسے پسند کیا پھر بعد وصال اسی طرح آپ کا جنازہ اُٹھا۔ (اُسدُ الغابہ، استیعاب بحوالہ: فضائل صحابہ و اہل بیت)

حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا نے انتقال کے قریب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے اپنے غسل کے لیے پانی رکھوا دیا پھر نہائیں اور کفن منگا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی۔ پھر مولیٰ علی کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے اور اسی کفن میں دفن فرما دی جائیں۔ حضرت علی نے پوچھا: کسی اور نے بھی ایسا کیا؟ کہا: ہاں، کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے، انہوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا: کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ لا الہ الا اللہ۔ (فتاویٰ رضویہ: کتاب الجنائز، ج/۹، ص/۱۰۹)

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کا آپ کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ اس واقعے کے بعد آپ کبھی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئیں یہاں تک کہ چھ ماہ بعد تیس سال کی عمر مبارک میں ۳/رمضان المبارک ۱۱/ہجری منگل کی رات میں آپ نے وفات پائی۔ اس طرح اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی آ کر مجھ سے ملو گی۔ (ماہِ رمضان کیسے گزاریں؟: ص/۱۴۴)

سبحان اللہ! سراپائے عفّت و عصمت، جگر گوشۂ مصطفی جانِ رحمت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے کیا خوب پردے کا اہتمام کیا، زندگی بھر پردہ، تجہیز و تکفین میں بھی پردہ اور جنازہ بھی رات کے اندھیرے میں پڑھنے کی وصیت فرمائی تاکہ غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ اللہ کا اس کا انعام یہ عطا فرمائے گا کہ جب مالکۂ جنت جب پل صراط پر تشریف لائیں گی تو تمام

اہلِ محشر کو حکم ہوگا: سر جھکا لو! حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف آ رہی ہیں۔

خاتون جنت کا جنازہ

شارح مشکوٰۃ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خاتون جنت کی نماز جنازہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔(مراۃ المناجیح) دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔(مدارج النبوۃ، خطبات محرم)

خاتون جنت کا مزار شریف

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں: "حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا وبعلہا وابنیہا وبارک وسلم کے مزار اطہر میں بھی دو روایتیں ہیں، بقیع شریف میں اور خاص جوار روضۂ اقدس میں۔ایک صاحب دل نے مدینۂ طیبہ کے ایک عالم سے کہا میں دونوں جگہ حاضر ہوکر سلام عرض کرتا ہوں، انوار پاتا ہوں۔ فرمایا: یہ کریم ذاتیں جگہ کی پابند نہیں تمہاری توجہ چاہیے پھر نور باری ان کا کام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ: ج/۲۶، کتاب الفرائض: کتاب الشتی،ص/۴۳۲)

جگر گوشۂ رسول حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کہ حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ کا ہر پہلو بیش بہا کمالات اور انمٹ خصوصیات کا مظہر ہے۔دینِ اسلام کی بے لوث خدمت نسبی واز دواجی ودینی رشتوں سے بے پناہ محبت اور اولاد کی بہترین تربیت آپ کے بہترین اخلاق کا ایک حصہ ہے۔اعلیٰ اقدارِ انسانی کا تحفظ، خلقِ خدا کی خیر خواہی، بے کسوں اور بے چاروں کی چارہ گری آپ کے نمایاں اوصاف میں سے ہے۔ہمیں چاہیے کہ سیرت فاطمی سے درس حاصل کرتے ہوئے اپنی سیرت وشخصیت کو سنواریں۔اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆

کتابیات

(۱) تفسیر خزائن العرفان، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ

(۲) کتب صحاح ستہ

(۳) خطبات محرم، از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، رضا اکیڈمی، ۲۰۰۶ء

(۴) فضائل صحابہ واہل بیت، از: علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، رضا اکیڈمی، ۲۰۱۱ء

(۵) الصواعق المحرقہ (برق سوزاں، اُردو)، از: شیخ الاسلام احمد بن حجر شافعی مکی قدس سرہ، مترجم: علامہ اختر فتح پوری، ۲۰۱۳ء

(۶) معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، ملا معین واعظ الکاشفی الحربی، اسلامک پبلشر دہلی ۲۰۰۷ء

(۷) مدارج النبوت، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جسیم بکڈپو دہلی

(۸) مواھب اللدنیہ ترجمہ سیرت محمدیہ، حضرت امام احمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ، فاروقیہ بکڈپو دہلی، ۱۴۲۶ھ

(۹) ضیاء النبی، علامہ پیر کرم شاہ ازہری، فاروقیہ بکڈپو

(۱۰) غنیۃ الطالبین، سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

(۱۱) فتاویٰ رضویہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

(۱۲) سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، اسلامک پبلشر دہلی ۲۰۰۳ء

(۱۳) مکاشفۃ القلوب، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ، فاروقیہ بکڈپو، ۱۹۷۶ء

(۱۴) سفینۂ نوح، حصہ دوم، مولانا شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ

(۱۵) تحفۂ نکاح، از: علامہ شاکر علی نوری، ادارۂ معارف اسلامی ممبئی، اکتوبر ۲۰۱۰ء

(۱۶) ماہِ رمضان کیسے گزاریں؟ از: علامہ شاکر علی نوری، ادارۂ معارف اسلامی ممبئی

(۱۷) سچی حکایات، مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب، رضوی کتاب گھر دہلی، ۲۰۰۱ء

(۱۸) سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، محمد امام الدین، رضا اکیڈمی، ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆

ایک نظر میں

نام	:	عطاء الرحمن شیخ فضل الرحمن
قلمی نام	:	عطاء الرحمن نوری
رہائش	:	گھر نمبر ۴۸۹، گلی نمبر ۶، سروے نمبر ۶۶، عائشہ نگر، مالیگاؤں (ناسک)
تاریخ ولادت	:	۳؍مارچ ۱۹۸۸ء
رابطہ نمبر	:	9270969026
ای میل آئی ڈی	:	atanoori92@gmail.com
تعلیمی لیاقت	:	ایم اے، اردو (ٹاپر)۔ ایم ایچ سیٹ (فرسٹ اٹیمپ کوالیفائر) جرنلزم (ریاستی سطح پر اول اور ملکی سطح پر چوتھا مقام) بی ایڈ سال دوم (جاری)
ایڈیٹرشپ	:	۲۰۱۰ء سے ہفت روزہ اخبار ''بہارِ سنّت'' کی ادارت
مضامین کی تعداد	:	ملک و بیرون ملک کے اخبارات میں ۱۰۷؍مضامین ملک و بیرون ملک کے رسائل میں ۱۱۰؍سے زائد مضامین
مطبوعہ کتابیں	:	(۱) حضرت خالد بن ولید: اسلامی تاریخ کے اولوالعزم شمشیر آزما اور عبقری جرنیل (یکم اپریل ۲۰۱۶ء) (۲) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: ذخیرۂ حدیث کے سب سے بڑے راوی (یکم اپریل ۲۰۱۶ء) (۳) حضرت سید احمد کبیر رفاعی کی چند ناصحانہ باتیں (۴؍مئی ۲۰۱۶ء) (۴) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں علما کا مجاہدانہ کردار (۱۵؍اگست ۲۰۱۶ء) (۵) اُردو اصنافِ ادب (اکتوبر ۲۰۱۶ء) (۶) زبان کی آفتیں (دسمبر ۲۰۱۶ء، بموقع اردو کتاب میلہ، بھیونڈی) (۷) خاتون جنت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی (جنوری ۲۰۱۷ء)

غیر مطبوعہ کتابیں : (۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عدالتی فیصلے

(۲) زبان کا استعمال کیسے کریں؟

(۳) شہر مالیگاؤں تیرے حال پہ رونا آیا

(۴) فروغِ اُردو میں صوفیا کا کردار

(۵) نواب مرزا داغ دہلوی: دبستان دہلی کا آخری نمائندہ

(۶) ترقی پسند تحریک: اُردو ادب کی عظیم تحریک

(۷) تذکرہ نویسی: تعریف، اہمیت اور اجمالی تاریخ

(۸) ملا وجہی: فن اور شخصیت

(۹) مسابقاتی امتحانات کی تیاری کے رہنما اصول

ایوارڈ : (۱) تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی ایوارڈ (آل انڈیا سنّی جمعیۃ الاسلام مالیگاؤں، ۲۶؍جنوری ۲۰۱۳ء)

(۲) سرسید احمد خان ایوارڈ (عکس ادب، اورنگ آباد، ۲۹؍دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۳ء)

(۳) توصیفی سند و ٹرافی (ایم ایس جی کالج، ۶؍فروری ۲۰۱۶ء)

انٹرویو : ای ٹی وی اردو، حیدرآباد (اگست ۲۰۱۴ء)

آن لائن آرٹیکلس کی لنک:

1)http://www.hamariweb.com/articles/userarticles.aspx?id=8100

2)http://www.nafseislam.com/articles-author/ataurr-rehmaan-nooori

3)www.fikrokhabar.com

4)http://baharesunnat.wordpress.com/guest-articles/

سیمینار کے مقالات:

(۱) صحافت، فلم اور ادب (07-10-2013)

(۲) علامہ اقبال: فن اور شخصیت (10-10-2013)

(۳) سید نظمی میاں مارہروی کی دینی، ادبی و شعری خدمات (29-12-2013)

(۴) رابطہ ابلاغ و ترسیل کی مہارت اور شخصیت سازی (13-01-2014)

(۵) مرزا غالب: حیات، فن اور شخصیت (13-03-2014)

(۶) سرسید احمد: حیات و خدمات (21-10-2014)